سوال

(418)نکاح سے پہلے خاوند کی خاص بیماری ظاہر ہونا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میرے بھانجے کی شادی میری بھتیجی کے ساتھ ہونا طے پائی، منگنی وغیرہ تین سال قبل ہوچکی ہے جبکہ نکاح ۲۲ دسمبر ۲۰۰۴ء کو متوقع ہے۔ شومئی قسمت سے میرے بھانجے نے ازراہ ہمدردی کسی کو اپنا خون دینے کا ارادہ کیا، جب خون چیک کرایا تو پتہ چلا کہ اسے ہیپاٹائیٹس سی کا مرض ہے کچھ ڈاکٹر حضرات کی رائے ہے کہ بھانجے کی شادی اس بھتیجی سے نہ کی جائے، کیونکہ شادی کے بعد بیماری کے جراثیم بھتیجی میں منتقل ہوسکتے ہیں اور اس کے لئے جان لیوا ثابت ہوسکتے ہیں۔ اس صورتحال کے پیش نظر بھتیجی کے والدین اس شادی سے خوف زدہ ہیں کہ اس کے نکاح سے ہماری بیٹی زیادہ متاثر ہوگی، شادی نہ ہونے سے یہ بھی اندیشہ ہے کہ وہ قریبی رشتہ داروں کے درمیان جدائی اور قطع تعلقی پیدا ہوجائے۔ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں دونوں خاندانوں کی صحیح راہنمائی فرمائیں آپ کے جواب کا شدت سے انتظار ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

دورجاہلیت میں توہم پرستی عام تھی، یعنی بیماریوں کے متعلق ان کا عقیدہ تھا کہ وہ اللہ کے حکم سے بالا بالا ذاتی اور طبعی طور پر متعدی ہیں گویا وہ اڑکر دوسروں کو چمٹ جاتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدہ کا ابطال کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی۔‘‘ [صحیح بخاری، الطب: ۵۷۷۲]

اس حدیث میں واضح مفہوم یہ ہے کہ کوئی بیماری طبع کے اعتبار سے دوسروں کو نہیں لگتی، بلکہ اللہ کے حکم اور اس کی تقدیر سے دوسروں کو لگتی ہے، جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورجاہلیت کے عقیدہ فاسد کی نفی کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی۔‘‘ تو ایک اعرابی کھڑا ہوکر عرض کرنے لگا: ہمارے اونٹ ریتلے میدان میں ہرنوں کی طرح ہوتے ہیں جب ان کے ہاں کوئی خارشی اونٹ آجاتا ہے تو سب اونٹ خارش زدہ ہوجاتے ہیں، اس کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’پہلے اونٹ کو خارشی کس نے بنایا تھا۔‘‘ [صحیح بخاری، الطب: ۵۷۷۵]

آپ کا یہ جواب انتہائی حکمت بھرا تھا کیونکہ اگر وہ جواب دیتا کہ پہلے اونٹ کو بھی کسی دوسرے اونٹ سے خارش کی بیماری لگی تھی تو یہ سلسلہ لامتناہی ہوجاتا اور اگر یہ جواب دیتا کہ جس ہستی نے پہلے اونٹ کو خارشی بنایا اسی نے دوسرے میں خارش پیدا کردی تو یہی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام اونٹوں میں یہ فعل جاری کیا ہے کیونکہ وہ ہرچیز پر قادر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے علم سے بھی اس جاہلانہ عقیدہ کی بیخ کنی کی ہے۔ چنانچہ آپ نے ایک مجذوم، یعنی کوڑھی کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ کھانا کھلانے کے لئے اپنے پیالہ پر ہی بٹھالیا اور فرمایا: ’’اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور اس کا نام لے کر کھاؤ۔‘‘ [ترمذی: ۱۸۱۷]

صدیقہ کائنات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت طیبہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، چنانچہ ایک غلام کوڑھ کی مرض میں مبتلا تھا وہ آپ کے برتنوں میں کھاتا اور آپ ہی کے پیالہ میں پانی پیتا اور بعض دفعہ آپ کے بستر پر لیٹ بھی جاتا تھا۔ [فتح الباری، ص:۱۹۷، ج۱۰]

ان احادیث وواقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے امراض کے وبائی طور پر لگ جانے کی نفی فرمائی ہے۔ البتہ ان کے بالاسباب متعدی ہونے کا اثبات فرمایا ہے، یعنی اصل موثر حقیقی تو اللہ کی ذات گرامی ہے اور اس نے بعض ایسے اسباب پیدا کئے ہیں جن کے پیش نظر امراض معتدی ہو جاتے ہیں، جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نے امراض کے ذاتی طور پر متعدی ہونے کی نفی فرمائی تو حدیث کے آخر میں فرمایا کہ ''مجذوم، یعنی کوڑھی انسان سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر سے بھاگتے ہو۔'' [صحیح بخاری، الطب:۵۷۰۷]

نیز آپ نے ضعیف الاعتقاد لوگوں کی رعایت کرتے ہوئے ایسا فرمایا کہ اللہ کی تقدیر کے سبب بیماری لگ جانے سے ان کے عقیدہ میں مزید خرابی نہ پیدا ہو کہ وہ کہنے لگیں: ''ہمیں تو فلاں شخص سے بیماری لگی ہے'' حالانکہ بیماری لگانے والا اللہ ہے۔ اس موقف کی تائید ایک روایت سے ہوتی ہے کہ جب آپ نے امراض کے متعدی ہونے کی نفی فرمائی تو آخر میں فرمایا: ''بیمار اونٹوں کو تندرست اونٹوں کے پاس مت لے جاؤ۔'' [صحیح بخاری، الطب:۵۷۷۱]

امراض کے بالاسباب متعدی ہونے اور ضعیف الاعتقاد لوگوں کے عقائد کی حفاظت کے پیش نظر آپ نے فرمایا: ''جس علاقہ میں طاعون کی وبا پھیلی ہو وہاں مت جاؤ اور اگر تم وہاں رہائش رکھے ہوئے ہو تو راہ فرار اختیار کرتے ہوئے وہاں سے مت نکلو۔'' [صحیح بخاری، الطب:۵۷۳۰]

امراض کے بالاسباب متعدی ہونے میں بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اصل مؤثر حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہے ضروری نہیں ہے کہ سبب کی موجودگی میں بیماری بھی آموجود ہو کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ سبب موجود ہوتا ہے لیکن بیماری نہیں آتی، بیماری کا آنا یا نہ آنا اللہ تعالیٰ کی مشیئت پر موقوف ہے اگر وہ چاہے تو سبب کو مؤثر کرکے وہاں بیماری پیدا کردے، اگر چاہے تو سبب کو غیر مؤثر کرکے وہاں بیماری پیدا نہ کرے۔ [فتح الباری، ص:۱۹۸، ج۱۰]

اس بات کا ہم خود بھی مشاہدہ کرتے ہیں کہ جس علاقہ میں وبائی امراض پھوٹ پڑتی ہیں وہاں تمام لوگ ہی اس کا شکار نہیں ہوجاتے بلکہ اکثر وبیشتر ان کے اثرات سے محفوظ رہتے ہیں۔ طبی لحاظ سے اس کی تعبیر یوں کی جاسکتی ہے کہ جن لوگوں میں قوت مدافعت زیادہ ہوتی ہے وہ بیماری کا مقابلہ کرکے اس سے محفوظ رہتے ہیں اور جن میں یہ قوت کم ہوتی ہے وہ بیماری کا لقمہ بن جاتے ہیں۔ اس وضاحت کے بعد ہم مذکورہ سوال کا جائزہ لیتے ہیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ مغربی تہذیب کے علمبردار (یہود ونصاریٰ) یہ نہیں چاہتے کہ مسلمان اعتقادی، عملی اوراخلاقی ومالی اعتبار سے مضبوط ہوں، وہ آئے دن انہیں کمزور کرنے کے لئے منصوبہ بندی کرتے رہتے ہیں۔ ہمارے خیال میں ہیپاٹائٹس کے متعلق میڈیا پر شوروغل اور چیخ وپکار بھی مسلمانوں کو اعتقادی اورمالی لحاظ سے کمزور کرنے کا ایک مؤثر اور سوچا سمجھا منصوبہ ہے ہم دیکھتے ہیں کہ جب سے اس کے متعلق غیر فطرتی چرچا شروع ہوا ہے، گھروں میں کوئی نہ کوئی اس مرض کا شکار ہے۔ ایک گھر میں رہتے ہوئے بھائی، بہن، بیٹا، باپ، ماں اور بیوی خاوند اس اچھوت میں مبتلا ہوگئے ہیں، پہلے تو اس کے ٹیسٹ بہت مہنگے ہیں ہزاروں روپیہ ان کی نذر ہوجاتا ہے پھر اس کا علاج اس قدر گراں ہے کہ عام آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔ جو گھر کے باشندے اس مرض سے محفوظ ہیں انہیں حفاظتی تدابیر کے چکر میں ڈال کر پھانس لیا جاتا ہے۔ حفاظتی ٹیکے بہت مہنگے اور بڑی مشکل سے دستیاب ہوتے ہیں۔ عوام کو خوفزدہ کرنے کے لئے یرقان کا نام بدل کر ہیپاٹائٹس کا نام رکھ دیا گیا ہے۔ یہ مرض پہلے بھی موجود تھی لیکن اس کے جراثیم دیکھے نہیں جاسکتے تھے اس لئے نفسیاتی طور پر لوگوں کو آرام اور سکون تھا۔ جب سے خوردبینی آلات ایجاد ہوئے ہیں تو ہیپاٹائٹس، اے، بی، سی دریافت ہوا۔ ہماری معلومات کے مطابق ڈی بھی دریافت ہوچکا ہے اس کے متعلق تحقیق وریسرچ جاری ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق مسلمانوں کے عقائد اور ان کی مالی حالت کو کمزور کرنے کا یہ مغربی پروپیگنڈا ہے، جس کی وجہ سے ہم توہم پرستی کا شکار ہوگئے ہیں اور علاج اس قدر مہنگا ہے کہ ہم قرض پکڑ کر اس کا علاج کراتے ہیں، ان حالات کے پیش نظر ہمارا سائل کو مشورہ ہے:

1۔ اللہ تعالیٰ پر اعتقاد اور یقین رکھتے ہوئے حسب پروگرام شادی کردی جائے۔ اس پروپیگنڈے سے خوفزدہ ہوکر اسے معرض التوا میں ڈالنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

2۔ اگر والدین اس قدر پریشان ہیں کہ انہوں نے طے شدہ پروگرام کو ختم کرنے کا ارادہ کرلیا ہے تو ہمارے نزدیک یہ گناہ ہے کیونکہ ایسا کرنا صلہ رحمی کے خلاف ہے اور مغربی اثرات سے متاثر ہونا بھی مسلمانوں کی شان کے خلاف ہے۔

3۔ اگروالدین اس پروپیگنڈے سے متاثر ہیں توطے شدہ تاریخ پرنکاح کردیا جائے لیکن رخصتی کوملتوی کردیا جائے تاآنکہ بچے کا علاج مکمل ہوجائے اوربچی کو بھی حفاظتی ٹیکے لگادیئے جائیں۔

4۔ موت کا ایک وقت مقرر ہے، اس کا وقت آنے پر ہر انسان دنیا سے رخصت ہوجائے گا، جدید طب کے مطابق متعدی امراض سے وہی متاثر ہوتا ہے جس کے اندر بیماری قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ اگر بیماری مقدر میں ہے تووہ آکر رہے گی۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ بچے کا علاج کرایا جائے، بچی کوحفاظتی ٹیکے لگادیئے جائیں اورصلہ رحمی کے پیش نظر سنت نکاح بروقت ادا کردی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے عقائد کو محفوظ رکھے اوراچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنے کی توفیق دے۔

ھذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:421